باسمہ اللہ تعالیٰ

مسئلہ میلاد میں

بارہ ربیع الاول کی اہمیت ہے یا پیر کی؟

ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کس طرح منائیں؟ عوام کے طریقے پر سال میں صرف ایک مرتبہ؟ یا سنت طریقے پر ہر پیر کو؟

مرتب

محترم جناب میر سید سعید صاحب

تائیدی کلماتِ علماء کرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ـــــ فداہ آبائنا و امھاتنا ـــــ کی ولادتِ باسعادت تمام جہاں والوں کے لئے سراسر رحمت، انتہائی خیر و برکت اور تمام تر خوشی و مسرت کی بات ہے، اسی لئے آپ کی محبت واطاعت امت پر لازم کی گئی ہے اور اسی میں نجات اور کامیابی کو پوشیدہ رکھا گیا ہے؛ یہ فطری بات ہے کہ ایسی عظیم ہستی اور مبارک ومحسن ذات کی تشریف آوری پر امتیوں کے قلوب خوشی سے جھوم اُٹھیں اور وہ اس نعمتِ عظمیٰ کی عطا پر بارگاہِ رب العزت میں اپنے اپنے انداز سے سجدہ ریز ہوجائیں، مگر ہمیں ہر کام میں ـــــ خواہ خوشی ہو یا غمی ـــــ صرف اپنے نبی کے اُسوۂ حسنہ ہی کا پابند کیا گیا ہے،

اس لئے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اس موقع کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو کیا تعلیم دی؟

احادیثِ مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ولادت سے متعلق تاریخ کا کبھی تذکرہ نہیں فرمایا؟ ہمیشہ دن ہی کا ذکر کیا، اور اِس دن میں روزہ رکھنے کو پسند فرمایا؛ اس کی وجہ ممکن ہے یہی ہو کہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تو یقینی تھا، البتہ تاریخ مختلف فیہ یا غیر محفوظ تھی؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تو اگرچہ قطعی طور پر بتلا سکتے تھے مگر مصلحت نہیں سمجھی ہوگی یا ضرورت نہ محسوس کی ہوگی، وجہ جو بھی ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے سلسلے میں مؤرخین اور اہلِ سیر کے نزدیک ولادت کا مہینہ اور دن طئے ہے مگر تاریخ طئے نہیں ہے، یہ اور بات ہے کہ ۱۲ر مشہور ہوگئی ہے، جہاں تک ہم غور کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کی طرف سے

تاریخ پر گفتگو نہ کئے جانے اور قطعی طور پر محفوظ نہ رکھنے میں یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ اُمت سالانہ جشنِ مسرت پر اکتفا کر بیٹھنے کے بجائے مستقل طور پر آپ سے ربط رکھے، ظاہر ہے کہ تاریخ سال میں ایک دفعہ آئے گی دن مہینے میں چار دفعہ آئے گا، ایسی صورت میں تعلُّق بالنبی اور ان کا ذکر خیر زیادہ ہوگا اور مسلسل ہوگا، بالخصوص جب کہ اس دن روزہ رکھنے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ واللہ اعلم

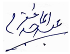
محترم جناب سعید صاحب نے اس عنوان سے سوچنے غور کرنے کے لئے مخلصانہ طور پر جو مضمون مرتب کیا ہے اس پہلو سے بھی مسلمانوں کو غور کرنے کی ضرورت ہے، حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت، کامل اطاعت اور پوری وفا کی توفیق عطا فرمائے، ایسی حرکت سے بچائے جو ان کی شانِ عالی اور مقام بلند سے

فروتر ہو۔ آمین

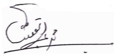
والسلام



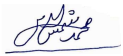
مولانا مفتی محمد عبد المغنی صاحب مدظلہٗ



مولانا عبد الماجد صاحب نظامی زید مجدہٗ



مولانا محمد عبد القوی صاحب زید مجدہٗ



مولانا حافظ محمد شمس الدین نظامی زید مجدہٗ



مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب زید مجدہٗ



مولانا احمد عبید الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ

برادرانِ اسلام! اسلام ایک جامع اور کامل و مکمل دین ہے، اس دین کی یہ خصوصیت ہے کہ جتنی باتیں ضروری اور لازم تھیں وہ سب پہلے ہی بیان کردی گئیں، کسی بھی چیز کو ادھوری اور نامکمل نہیں رکھا گیا، چاہے وہ عقائد کے بارے میں ہو یا عبادات کے بارے میں، معاملات کے بارے میں ہو یا رہن سہن اور حسن سلوک کے بارے میں، اخلاق کے بارے میں ہو یا کسی اور چیز کے بارے میں، یہاں تک کہ دکھ، درد، خوشی اور غم ہر چیز کے بارے میں اسلام میں واضح ہدایات ملتی ہیں، اس لئے ہمیں ہر کام میں اسلامی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اس مسئلے میں بھی جب ہم قرآن وحدیث اور اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے سلسلے میں اپنے بندوں کو کسی بھی حکم کا پابند نہیں کیا، اور

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امت کو اپنی پیدائش کے متعلق سوائے روزے کی ترغیب کے کچھ بھی کرنے ہدایت نہیں دی، وہ بھی ولادت کے دن نہ کے ولادت کی تاریخ میں۔

ولادتِ رسول میں دن کی اہمیت تاریخ سے زیادہ ہے:

(۱) ایک صحابیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے دن کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری پیدائش کا دن ہے، اوراسی دن میری بعثت ہوئی۔ (مسلم:۱۹۷)

(۲) جب ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خبر سنی تو اس نے اپنی اس باندی کو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری ابولہب کو دی تھی آزاد کردیا تو باری تعالیٰ نے اس کے اس عمل سے خوش ہوکر ہر پیر کو اس کے عذاب میں تخفیف کردی، یعنی کمی کردی اور یہ عمل اس کے لئے ہر پیر کو ہوتا ہے۔ (نہ کہ ہر بارہ

ربیع الاول کو) (عمدۃ القاری شرح بخاری؛باب: دودھ پلانے والی ماؤں کا بیان)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی پیر (Monday) سے نسبت جوڑی ہے کیوں کہ ابولہب کے عذاب میں پیر (Monday) کو ہی تخفیف ہوتی ہے، اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی پیدائش پیر ہی کے دن بتلائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے شکرانے میں پیر کے دن ہی روزہ رکھا، لہٰذا ہمیں بھی اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ بجائے صرف ۱۲/ تاریخ کو جشن منانے کے ہر پیر کے دن روزہ رکھ کر اظہارِ مسرت کریں۔

ولادت میں دن کی اہمیت پر ایک اور حدیث:

جمعہ کے دن کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا

بھی ذکر فرمایا۔ چنانچہ (۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا کے دنوں میں سب سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے کیوں کہ اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا؛ اسی میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو ایک خاص مقصد کے تحت جنت سے دنیا میں بھیجا گیا۔ (مسلم: ۱۴۱۰)

دوسرے مذہب والوں سے مشابہت سے بچنے کی حدیث:

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہم مسلمانوں کے علاوہ دوسروں سے مشابہت اختیار کرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی: ۲۶۱۹)

یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے بچنے کی حدیث:

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود و نصاریٰ کی

مشابہت اختیار کرنے سے بچو! یہودی ہاتھ کی انگلیوں کے اشارے سے اور نصاریٰ ہاتھ کی ہتھیلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں؛ (تم ان کی طرح مت کرو)۔ (ترمذی:۲۶۱۹)

(٦) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچے اور دیکھا کہ مدینہ پاک میں یہودی لوگ ١٠ رمحرم کو روزہ رکھتے ہیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم لوگ آج کے دن کیوں روزہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ١٠ رمحرم کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دی تھی؛ ہم اسی خوشی میں ١٠ رمحرم کو روزہ رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا تم ٩ یا ١١ محرم کا روزہ ملا کر ان کی مشابہت اختیار کرنے سے بچو۔ (بیہقی:۸۴۰۶)

(٧) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس (مسلمان) نے کسی غیر قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔ (ابوداؤد:۳۵۱۲)

دوسرے مذہب والوں کا عمل:

اسلام کے علاوہ جتنے مذاہب کو ماننے والے لوگ ہیں خواہ عیسائی ہوں یا یہودی؛ ہندو ہوں یا سکھ انہوں نے اپنے بڑوں کی پیدائش کی خوشی منانے کے لئے تاریخ پیدائش کا اعتبار کیا ہے؛ یوم پیدائش کا اعتبار نہیں کیا ہے؛ اسی طرح ہم مسلمان بھی ان کی نقل کرتے ہوئے سال میں ایک مرتبہ جشن ولادت منانے لگے ہیں؛ جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تاریخ کے بجائے دن کا اعتبار کرتے ہوئے ہر پیر کو ولادت رسول کی خوشی منانی چاہئے اور اس کا طریقہ اس دن روزہ رکھنا ہے۔

عیسائیوں اور یہودیوں کی دھوکہ دہی:

یہودی اور عیسائی (کرسچن) لوگ برتھ ڈے کہہ کر برتھ ڈیٹ مناتے ہیں؛ یعنی جنم دن کہتے ہیں اور جنم تاریخ مناتے ہیں؛ کہتے

ایک ہیں اور کرتے ایک؛ ہم بھی دن کے بجائے تاریخ کو جشن منا کر کہیں ان کی متابعت اور نبی کی مخالفت تو نہیں کر رہے ہیں۔

حدیث کے مطابق خوشی پیر کے دن منانا چاہئے:

ابھی ہم جان چکے ہیں کہ ابولہب کے عذاب مین تخفیف پیر کو ہوتی ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت اور جنم دن ہے اور وہ سال میں ۵۲/مرتبہ آتا ہے؛ اور ۵۲/مرتبہ اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے؛ اگر تاریخ کا اعتبار ہوتا تو سال میں صرف ایک مرتبہ یعنی ۱۲/ربیع الاول کو عذاب میں تخفیف ہونا چاہئے تھا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پیدائش کی خوشی میں پیر کے دن تو روزہ رکھتے تھے مگر ۱۲/ربیع الاول کو آپ نے روزہ کبھی نہیں رکھا، یعنی ۱۲/ربیع الاول کو روزہ رکھنا ثابت نہیں ہے؛ اس کے برخلاف ہمارا عمل غیروں کی مشابہت میں یہ ہے کہ ہم بھی سال

میں ایک مرتبہ یعنی صرف ۱۲؍ بارہ ربیع الاول کو برتھ ڈے اور یوم ولادت کے نام سے برتھ ڈیٹ اور تاریخِ ولادت مناتے ہیں جو کہ سراسر غیروں کی مشابہت ہے اور غیر ثابت عمل ہے۔

پس یہ بات احادیث کی روشنی میں اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ولادت کے بارے میں پیر(Monday) ہی ذکر فرمایا اور پیر ہی کو روزہ رکھا، تاریخ کو کوئی اہمیت نہیں دی؛ اس لئے اگر ہم ہر پیر کو یا جس جس پیر کو ہوسکے روزہ رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی کا اظہار کریں گے تو ہمارا قول وفعل یکساں ہوگا یعنی برتھ ڈے اور یومِ ولادت کہنا صحیح ہوگا؛ ہمارا خوشی منانے کا طریقہ بھی صحیح ہوگا اور دوسرے مذاہب سے مشابہت بھی نہیں ہوگی۔ (کیوں کہ وہ لوگ برتھ ڈے کہہ کر برتھ ڈیٹ مناتے ہیں)

ہم سب کو معلوم ہے کہ کافر لوگ جب دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں تو ان کے وہ نیک اعمال جو دنیا میں کئے ہوں گے سب کے سب لغو ہوجاتے ہیں ،یعنی ان کا کوئی صلہ ان کو مرنے کے بعد نہیں دیا جاتا ہے اس کے باوجود ابولہب بے ایمان دنیا سے رخصت ہوا،اور اتنا بُرا آدمی تھا کہ پوری ایک سورت اس کی مذمت میں نازل کی گئی ،اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اس کے اپنی باندی کو آزاد کردینے کی برکت سے اس کے عذاب میں تخفیف کر دی گئی ،اگر ہم مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی اسلامی طریقے پر (ہر پیر کو روزہ رکھ کر) منائیں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ جو صلہ دیں گے اس کا تصور بھی محال ہے؛ نیز اس عمل میں ہمارے عمل کی مشابہت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگی نہ کہ غیروں سے۔

اور اگر ہم سال میں صرف ایک مرتبہ ۱۲؍ ربیع الاول کو ـــــ شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہی سہی ـــــ ولادت کی خوشی منائیں گے تب بھی ہمارے عمل کی مشابہت آپ ﷺ سے ہونے کے بجائے غیروں سے ہوگی؛ کیوں کہ غیر لوگ سال میں صرف ایک مرتبہ کسی تاریخ کو اپنے بڑوں کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پیر کے دن آپ ﷺ کا پیدا ہونا بالکل یقینی ہے مگر اس دن ربیع الاول کی ۱۲؍ تاریخ کا ہونا اہل سیرت کے نزدیک اختلافی امر ہے، محققین اسکو تسلیم نہیں کرتے۔ (تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے)

پیر کے دن کو روزہ رکھنا:

اگر ہم پیر کو روزہ رکھیں گے تو اس میں نبی ﷺ کے مبارک

عمل سے مشابہت اوران کی اتباع تو ہوگی ہی؛ روزہ کا اجر بھی ملے گا؛ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی برکت سے پانچوں نمازوں کی توفیق ہوتی ہے؛ زکوٰۃ ادا کرنا بھی سہل ہوجاتا ہے؛ گناہوں سے بچنا بھی آسان ہوجاتا ہے؛ جھوٹ غیبت اور دیگر گناہوں سے بھی روزہ انسان کو محفوظ رکھتا ہے اور روزہ امتی کو اجر کے اعتبار سے اس مقام پر پہنچاتا ہے جس کی احادیث صحیحہ میں خبر دی گئی ہے۔

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو باری تعالیٰ کے دربار میں پہنچتے ہیں۔ (مسلم: ۵۶۴۳)

اس لئے ایک نیت تو یہ کرلیں کہ ہمارے اعمال روزہ کی حالت میں باری تعالیٰ تک پہنچیں گے اور دوسری نیت یہ کہ اس دن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھ رہے ہیں، اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

سنتوں پر عمل کرنا ہی اصل محبت ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں روزے کی سنت پر عمل کرنے سے امید ہے کہ ہر پیر کے دن روزہ رکھنے کی سنت جو تقریبا متروک ہو چکی ہے ہم اس کو زندہ کرنے والے ہو جائیں گے، اور اس خوش خبری کے بھی مستحق ہو جائیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنت کے زندہ کرنے والوں کیلئے ارشاد فرمائی ہے: (۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری کسی سنت (پر عمل کر کے اس) کو زندہ کیا تو اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (طبرانی:۱۱۴۹۶)

اعمال کی قبولیت کا مدار:

یہ بات سب جانتے ہیں کہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی مقبول

ہوتا ہے جو اچھا عمل ہو، قرآن کریم میں اس کو العمل الصالح یا احسن عملاً کہا گیا ہے اسکی تفسیر میں مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ احسن عمل یا العمل الصالح وہ عمل ہے جو اخلص اور اصوب ہو اخلص یعنی خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا اور اصوب یعنی مسنون طریقے کے مطابق ہونا۔

(دیکھئے حاشیۃ الصاوی: ۴/۲۹۰)

پس معلوم ہوا کہ جو عمل ظاہر میں سنت کے عین مطابق ہو اور باطن میں صرف رضائے الٰہی کی نیت سے ہو وہی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے، اس مسئلے میں ہم نے جو تفصیل بتلائی ہے وہ عین سنت کے مطابق ہے؛ جہاں تک نیت کا معاملہ ہے تو اس کا تعلق دل سے ہے اور دلوں کا بھید جاننے والا ہی اس کو جانتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ (احادیث کی روشنی میں) ہر پیر کو روزہ رکھ کر ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکر ادا کرنا چاہئے اور یہی مستحسن ہے اور اسی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت، محبت، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع بھی ہے۔ اس کے برخلاف یعنی یوم کے بجائے تاریخ (۱۲ربیع الاول) کو جشنِ ولادت منانا ــــ اگرچہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہی کیوں نہ ہو! ــــ مناسب نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ اس میں غیروں کی مشابہت ہے جس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے؛ اور خلافِ شریعت طریقوں یعنی اسراف وتبذیر، نمازوں کا ضیاع، جماعت کا ترک اور راستوں میں رکاوٹیں وغیرہ کے ذریعہ تو انتہائی مذموم عمل اور گناہ کا کام ہے۔

اس لئے آیئے! ہم سب مل کر عہد کریں کہ غیروں کے طریقے پر سال میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ سنت طریقے پر مہینے میں چار مرتبہ

ہر پیر کو روزہ رکھ کر درود شریف کی کثرت کر کے ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منائیں گے۔

نوٹ: برائے مہربانی ہماری اس تحریر کو مثبت سوچ، صدق دل، اور عمل کی نیت سے پڑھیں کیوں کہ ہماری اس تحریر کا مقصد کسی کو غلط یا برا کہنا نہیں بلکہ ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منانے کا صحیح طریقہ بتلانا اور سنتوں کو عام کرنا ہے؛ اور ان اعمال کی طرف متوجہ کرنا ہے جس کا اجر وثواب دنیا وآخرت میں بے حساب دیا جانے والا ہے جس کے آپ اور ہم محتاج ہیں۔

فقط

آپ کا مخلص دینی بھائی

صحیح جوابات پر نشان لگائیں

۱) احادیث میں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کس چیز کا ذکر ہے؟

تاریخ کا؟ دن کا؟ سال کا؟

۲) حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کونسے دن ہوئی؟

پیر؟ چہارشنبہ ؟ جمعہ ؟

۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیدائش کی خوشی میں کون سا عمل کیا؟

زکوٰۃ؟ نماز ؟ روزہ؟

۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پیدائش کی خوشی میں روزہ کون سے دن رکھا؟

جمعہ ؟ پیر ؟ جمعرات؟

۵) ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی کب منانا چاہیئے؟

۱۲/ربیع الاول کو؟ پیرکو؟ جمعہ کو ؟

٦) ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی کس طرح منائیں؟

سنتوں پر عمل کے ذریعہ؟ غیروں کے طریقہ پر؟

۷) اسلام میں غیر قوموں کی مشابہت کا کیا حکم ہے؟

مستحب؟ جائز ؟ ناجائز؟

۸) ابولہب کے عذاب میں تخفیف کب ہوتی ہے؟

ہر جمعرات کو؟ ہر ۱۲ ربیع الاول کو؟ ہر پیر کو؟

۹) ابولہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں کون سا عمل کیا؟

باندی کو آزاد کیا؟ خیرات کیا؟ اونٹوں کو ذبح کیا؟

۱۰) جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ کب نصیب ہوگا؟

سنتوں پر عمل کرنے سے؟ غیروں کی مشابہت اختیار کرنے سے؟